

ہفت روزہ

7/40

خُلا مِلِّیْن

شیخ الفیض حضرت مولانا محمد علی
شیراؤاں دروازہ لاہور

۲ فروری ۱۹۴۲ء

کاملاً مطبوعہ و اشاعتیہ خلیفۃ المسیح الرابعیؒ لاہور

حصہ ۲۵ بجے

ساقی کوثر

صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد ظہور الحق قلمور۔ گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی گھب ضلع امک

<p>خود حسن ترے حسن پہ نازاں نظر آیا والشمس تراروئے درخشاں نظر آیا تو سب سے بڑا محسن انساں نظر آیا شاہد ترے اخلاق پہ تشران نظر آیا سب لشکر طاعوت پریشاں نظر آیا تو باعثِ تنزینِ گلستاں نظر آیا دربارِ ترا منبعِ احساں نظر آیا تو عظمتِ انساں کا نگہیاں نظر آیا تو سارے رسولوں میں نمایاں نظر آیا تو تاجورِ کشورِ امیاں نظر آیا ہر ذرہ ترے فیض سے تاباں نظر آیا جو لفظ تری شان کے شایاں نظر آیا</p>	<p>مجھ سانہ کوئی اسے شہِ خوباں نظر آیا واللینل ترے گیسوِ مشکیں کی قسم ہے تو سارے جہانوں کے لئے رحمتِ حق ہے اعداء بھی ترے صدقِ امانت کے قائل جب حق و صداقت کا علم تو نے اٹھایا ہے فرش سے تاعرشِ ترا ذکرِ مقدس استلیمِ نبوت کے شہنشاہِ معظم تو بندہِ کامل ہے تو انسانِ مکمل تو شافعِ محشر ہے تو ہی ساقی کوثر ہو ختمِ نبوت کی قبا تجھ کو مبارک عالم ہے ترے نورِ نبوت سے منور ہے شانِ تری اس کے کہیں ارفع و اعلیٰ</p>
---	---

چمکا ہے ظہور اپنے مقدر کا ستارا
اب ذکرِ نبی زلیست کا عنوان نظر آیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہنامہ خدام الدین

جلد	شمارہ
۴	۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ
۲ فروری ۱۹۶۲ء	مطابق

محکمہ تعلیم و محکمہ جلیات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

مات کوثر	حافظ محمود راجی تلوار
اداریہ	مدیر
روزہ کے احکام و مسائل	ماخذ
جلسہ ذکر	حضرت شیخ التقریر وظلہ
خطبہ جمعہ	ماخذ
احادیث رسول	ماخذ
وہ کنہ جن کو لوگ گناہ نہیں سمجھتے	مولانا محمد شفیع مدظلہ العالی
بندے کی آرائش	مولانا محمد شفیع علیہ السلام
حضرت جعفر طیار	جناب محمد سرور صاحب نامی
رومانی پرواز	حافظ محمد امین بیہارہ مولانا سید ابراہیم
اوقات محرم و اظہار	علامہ تاد صاحب اظہار

فون نمبر ۴۷۵۲۵

رجتوں اور خدش کا مہینہ

رمضان المبارک

تاج کمپنی لمیٹڈ نے پیر ۱۷ جون کو سال
نیا آؤ گزوں کی تقریب اور اسلامی مناسبت کے
میلوں خاص حالت کر دی ہے۔ عید الفطر سے
شروع ہو کر ۱۷ جون تک روزانہ کے جاری رہے۔
مکمل پر مشتمل ہے اور ہر روز کے منگواہی
میلوں پر مشتمل ہے۔
تاج کمپنی لمیٹڈ نے پیر ۱۷ جون کو کراچی

اداریہ

آگے آگے دیکھے ہوتا ہے کیا

چارہ چیت۔ یہی حضرات تھے جو علماء کرام کی اس لئے مخالفت کیا کرتے تھے کہ انہوں نے انگریزی تعلیم کی مخالفت کی تھی۔ ظاہر ہے کہ کسی ہنس، پیشہ اور صنعت و حرفت کا سیکھنا ممنوع نہیں۔ رزق حلال کی تلاش فرض ہے۔ تبلیغ اسلام اور بنی نوع انسان کی حقیقی ترقی خواہی کی خاطر دوسری زبانوں کا سیکھنا بعض اوقات لازم ہو جاتا ہے۔ مگر جب تجربے سے یا ایسانی بصیرت سے یہ یقین ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں پیشہ اختیار کرنے اور فلاں قسم کے آدمیوں کے ساتھ رہنے سے ایمان خطروں میں پڑ سکتا ہے یا فلاں تعلیم سے غیر اسلامی تربیت ہو کر اسلام اور اسلامی تعلیمات سے برگشتہ ہونے کا غالب گمان ہے تو پھر ایسے کام کے قریب جانے کا معنی ایمان و اسلام کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ کوئی مسلمان ہوگا جو جان بوجھ کر ایسا کرے یا ایسا کرنے کی اجازت دے۔ ابتداء امر میں علماء ربانین نے ایسا ہی بصیرت سے یہی بات کہی تھی کہ کاجوں کی تعلیم جائز نہیں مگر تقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ پھر بھی اسلامی عہد حکومت ابھی ابھی ختم ہوا تھا۔ ملک بھر میں علماء دین کی آواز کا اثر تھا۔ عرصہ تک خاص دنیاویوں کے سوا جو ہر حکومت میں عہدوں کے کاغذ پر ہوتے ہیں عوام نے انگریزی تعلیم میں م حصہ لیا۔ مگر فرنگی نے بھی شیطان کے کان کمرے تھے۔ اس کے خاص خاص آدمیوں نے اسلامی سکول اسلامی کالج کے نام سے یہ تعلیم جاری کی۔ اور اس طرح اسلام کا بیل لگا کر

روزنامہ جنگ کراچی کی اشاعت ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء میں "پاکستان میں انگریزوں ذہنیت کا خاتمہ کرنے کے لئے اردو بولنے کی تحریک کا آغاز" کے عنوان سے ایک شذرہ شائع ہوا ہے۔ جس کو پورا نقل کرنے کے بعد اس کے بارہ میں کچھ عرض کیا جائیگا۔ راولپنڈی کی ممتاز شخصیتوں نے اردو بولنے کی تحریک شروع کی ہے۔ جس میں شہر کے لیکچرار، وکیل، ججسٹریٹ، سنی الامکان اردو بولنے کی کوشش کریں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ انگریزی زبان کے بجائے استعمال سے عاجز ہیں انہوں نے لاہور کی اس تحریک کو بہت سراہا جو دوکانوں کے نام اردو میں لکھنے کی تربیت دے رہی ہے۔ مغربی پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں دوکانوں کے بورڈ زیادہ تر انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً کراچی کی مشہور افیشن اسٹریٹ کی شاندار دوکانیں ایسی ہیں جن کے نام اردو میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پاکستان کس حد تک انگریزی زدہ ہو گیا ہے جس کا سہرا ان انگریزی سکولوں اور کالجوں کے سر ہے جو مرکزی حکومت کے زیر سایہ چل رہے ہیں یہ ادارے جس قسم کے شہری پیدا کر رہے ہیں بھی نہیں تھے۔ "خواب و خیال اخبار جنگ کراچی کا مندرجہ بالا مضمون بلا کم و کاست نقل کر دیا گیا ہے۔ ہمیں ان ججسٹریٹ، وکیلوں، لیکچراروں سے ہمدری ہے جو انگریزی کے بجائے استعمال سے تنگ آ چکے ہیں۔ مگر خود کردہ را

روزہ کے احکام و مسائل

سال بھر میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ فرض ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا۔ بالغ ہونا۔ حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ بیکہ حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔ بیت روزے کی کرنا منقطع ہونا۔ تندرست ہونا۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مسابقت سے پرہیز رکھنے کا نام روزہ ہے۔ سحری کھانا مسنون ہے۔ اور سحری دیر کر کے کھانا اور افطار میں بعد غروب آفتاب کے جلدی کرنا مستحب ہے۔ افطار کھجور یا پانی سے کرنا بخیر و بہبودہ باتوں اور نیکی سے بخیر کھجور مستحب ہے۔ روزے میں کوئی چیز چھپا کر یا کھانا، پوسہ لینا، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، لڑنا مکروہ ہے۔ کھانے پینے میں مباح نہ کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قصداً منہ بھرنے کرنے سے روزہ قضا رکھنا پڑتا ہے۔

وہ امور

جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے
اور قضا لازم آتی ہے

۱۔ روزہ کی حالت میں وضو یا غسل کرے
وقت منہ یا ناک کے ذریعے غلطی سے ملتی
میں پانی چلا جائے تو روزہ جاتا رہتا ہے۔
صرف قضا کرنی ہوگی۔

(مرآۃ الفلاح صفحہ ۴۰۰ ج ۲ عالمگیری ص ۵۵۱ جلد ۲)

۲۔ اسی طرح اگر روزہ کی حالت میں روزہ
کا دھیان ریتے ہوئے قصداً لہو یا ناک یا اگر بتی کا
دھواں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق میں اتار
لیا جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف
قضا کرنی ہوگی۔

۳۔ اسی طرح اگر کان میں یا کبھی میں تیل
یا کوئی کیل دوا ڈالی جائے گی تو روزہ ٹوٹ
جائے گا۔ صرف قضا کرنی ہوگی۔

(مرآۃ الفلاح ص ۵۵۱ جلد ۲)

۴۔ اسی طرح اگر سحری کے وقت منہ میں
یا ناک رکھ کر سہ جائے اور صبح صادق کے بعد کھانے کھلے
تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرنی ہوگی۔

(امداد الفتاوی ص ۱۷۱ جلد ۲)

۵۔ اسی طرح اگر کسی نے روزہ کی حالت میں اگر دوا کھجی جائے
یا انگلی داخل کی جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے
صرف قضا کرنی ہوگی۔

۶۔ اسی طرح ماہراری کے آجانے سے بھی
روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی صرف قضا کرنی ہوگی۔

(طحاوی ص ۵۵۱ جلد ۲)

۷۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ کی حالت میں بیمار ہو جائے
اور دوا وغیرہ کے لئے روزہ توڑنے کی ضرورت پیش آ
جائے تو نگاہ کرنی نہیں روزہ توڑ دیا جائے لیکن صرف
قضا کرے۔

(فتاویٰ مولانا عبدالحی ص ۲ ج ۲)

روزہ کھولنے کی نیت

وَلْيَصُومْ غَدًا ذَوِيَّتْ مِّنْ شَهْرٍ رَّمَضَانَ
اور میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے
کی نیت کی۔

روزہ کھولنے کی نیت

اللَّهُمَّ إِنِّي لَكَ صُمْتُ وَحَلَكُ امْنْتُ وَ
اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور کھجور یا پانی لایا اور
عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَحَلَكُ رَزَقًا أَفْطَرْتُ
تجھ پر بھروسہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

تسبیح تراویح

سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ
سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْمُجْدِ
الْهِبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ
وَالْجَبَرُوتِ وَسُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ
الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ سُبْحَانَ
قُدْرَتِ رَبِّنَا وَكَرَمِ الْمَلِكِ وَالْمُؤَدِّ
الَّذِي أَجْزَانَا مِنَ الْكَادِ يَا مُجِيبُ
يَا مُجِيبُ يَا مُجِيبُ

ماہ رمضان کی راتوں میں دعا

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ
قَاعُفٌ عَنَّا يَا عَفُوٌّ يَا عَفُوٌّ

۸۔ اسی طرح اگر یہ خیال کرے کہ ابھی سحری کا
وقت باقی ہے۔ کھانا کھائے، لگ جائے لیکن بعد
میں معلوم ہو جائے کہ سحری کا وقت گزرنے کے بعد
کھا یا کھا یا تو روزہ نہیں ہوگا۔ اس کی قضا کرنی ہوگی

(مرآۃ الفلاح ص ۵۵۱ جلد ۲)

وہ امور

جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱۔ روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ یا
کاجل یا اور کوئی کیل دوا ڈالنا جائز ہے۔
(شامی جلد ۲ ص ۵۵۱)

۲۔ اسی طرح سر میں اور بدن میں تیل ملنا
بھی جائز ہے۔
(شامی جلد ۲ ص ۵۵۱)

۳۔ اسی طرح عطر اور پچھول کھنکھنا بھی جائز
ہے۔
(شامی جلد ۲ ص ۵۵۱)

۴۔ اسی طرح روزہ کی حالت میں ہر کسی
وقت مسواک کرنا بھی جائز ہے۔ بخارہ مسواک
سوسکی ہو یا تر۔ کلاوی ہو یا میٹھی۔ سب طرح کی
جائز ہے۔
(عالمگیری جلد ۲ ص ۵۵۱)

۵۔ غسل کرے وقت اگر کان میں پانی چلا جائے
تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(مرآۃ الفلاح ص ۵۵۱)

۶۔ اسی طرح اگر خود بخود سے آجائے تو روزہ
نہیں ٹوٹتا خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔
(شامی جلد ۲ ص ۵۵۱)

۷۔ اسی طرح اگر خود بخود سے منہ میں آبی اور
خود بخود ہی اندر چلی گی تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا
(شامی جلد ۲ ص ۵۵۱)

۸۔ اسی طرح اگر روزہ سے سوتے ہیں اس مقام
ہو جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(عالمگیری جلد ۲ ص ۵۵۱)

۹۔ اسی طرح اگر روزہ سے عکس آجائے یا
بلا ہوا کسی کے یا حالت تحمل میں خون آجائے یا
مسوڑھوں سے خون نکل آئے تو بھی روزہ
نہیں ٹوٹتا۔

۱۰۔ اسی طرح اگر بوقت ضرورت زبان سے
کوئی چیز چلی جائے یا دانتوں سے جانی جائے
تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(شامی جلد ۲ ص ۵۵۱)

(ماخوذ)

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۹۲ء
از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرالوالہ لاہور
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَّمَ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ

آدمی دو قسم کے ہیں

پہلی قسم وہ ہے جن کا مقصد حیات فقط یہ ہے کہ دنیا کی زندگی آرام سے گزرے۔
دوسری قسم وہ ہے جن کا مقصد یہ ہے کہ آخرت کے حساب و کتاب میں کوئی خلاف مرضی الہی کرنے کا ہم پر الزام نہ لگنے پائے۔

ثبوت

کیا فرما رہا ہے۔ کیا اکثر مسلمانوں کا یہ نصب العین نہیں ہے کہ خدا کرے۔ لاکھ کالج کی تعلیم پائے۔ اور خدا کرے کامیاب ہو جائے۔ تاکہ بچے کو کمین نوکری مل جائے۔ یہ ہے۔ ماں باپ کا نصب العین کہ بیٹا نوکر ہو جائے۔ خواہ سو خوار چار کا ہو۔

اے مسلمانو

تمہاری غیرت اسلامی کہاں ڈوبی۔ بچے کو نوکری مل جائے سہی۔ خواہ سو کمائے والے کا ہی نوکر بن جائے۔

اے مسلمان تیری عقل کہاں گئی

ہائے افسوس۔ صد افسوس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہتا غلام اور سو کمائے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا نوکر اور فرمانبردار۔

پہلی قسم

قوله تعالى مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْمَعَاشَةَ جَعَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا يَتَذَكَّرُ لِنَنْفَعَهُ نَفْسُهُ فَبِمَا كَسَبَتْ يَدَاكَ يُسْأَلُ عَنْهُ حَرْثُهَا
(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۷ پارہ ۷)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے۔ تو ہم سروس دینا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں۔ دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا

برادران اسلام

اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ جو سنایا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے ایک طرح پر تازیانہ عبرت ہے۔ کاش کہ مسلمان اس پر غور کریں۔ کہ اللہ تو

مصرعہ

بریں عقل و ہمت بباہد گریست
ترجمہ۔ عقل اور غیرت کو کھونٹے والو۔ پیچ کر روؤ۔ کیونکہ مالک حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تم سے عقل بھی چھین لی۔ اور عقل کا انحصار کر دیا۔

ایک

شکر کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلامی حکومت لایا ہے۔ تاکہ حال اور نال عقل خدا داد سے بچ سکے۔
وما علینا الا البلاغ

محض دنیا کے طالب کا انجام
قوله تعالى مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزُشْرٰهَا فَاُولٰٓئِكَ لَا يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ حِسَابًا
ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے اور ان کے اعمال میں پورے کر دیتے ہیں۔ اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا یہ وہی ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں۔ اور ہر بار ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا۔ جو کچھ کیا تھا۔

آخرت کے طالب کا انجام

قوله تعالى رَانَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاصْبَرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اُولٰٓئِكَ اَخْطَبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(سورۃ ہود رکوع ۷ پارہ ۷)

ترجمہ۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی۔ وہ جنت میں بسنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

اللہ صلی علیہ وسلم

احادیث ہر رسول

دونوں مذکورہ جماعتوں کے متعلق فیصلہ الٰہی

قوله تعالى (مَنْ لَمْ يَرْحَمْكُمْ فَلَا عِلَّيْهِ وَالْأَصْحَابُ وَالْبَصَائِرُ وَالسَّيِّئَةُ هَلْ يَسْمَعُونَ مَثَلًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ) (سورة هود ركوع ط بارہ ص ۱۷)
ترجمہ۔ دونوں فرقہ کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو۔ اور دیکھنے اور سننے والا۔ کیا دونوں کا حال برابر ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

دنیا کے طالب اور آخرت کے طالب

کی بارگاہ الہی میں ایک مثال

قطب دنیا کا طالب راہِ آخرت کو نظر انداز کرنے والا، اور قطب آخرت میں کامیابی کا شائق، قطب دنیا کا طالب بارگاہ الہی میں گویا کہ اندھا اور بہرہ ہے اور آخرت میں کامیابی کا شائق گویا کہ آنکھوں کی بینائی اور کانوں کی شنوائی سلامت رکھتا ہے۔

غائبہ دایا اولی الابصار دایا علینا الالباب

بیروان اسلام

جو کچھ اس خطبہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے ارشادات کو مدنظر رکھ کر عرض کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ بارگاہ الہی میں قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ تیرا قرآن پاک عربی زبان میں تھا۔ اور ہم عربی زبان سے نا آشنا تھے۔ اب تو یہ عذر رفع کر دیا گیا ہے۔ کہ جو عربی زبان سے نا آشنا ہیں۔ اب اردو میں پیش کر دینے کے باعث وہ عذر رفع ہو گیا۔ والحمد للہ۔

علی سے دین محمد کی سرمدی دولت یہ زندگی تو کیا خوف ہے اجل سے مجھے نظام مصطفویٰ کا میں ایک عنصر ہوں ہر اس کس لئے ہو پھر کسی غفل سے مجھے نظر علی بن مرحوم

تبیح و تحمید کے فضائل

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَدَّثَنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ مِائَةً بِالتَّحْدِثِ وَمِائَةً بِالتَّحْفِثِ كَانَ كَمَنْ سَبَّحَ مِائَةً بِحَيْثُ وَ مَنْ حَمِدَ اللَّهَ مِائَةً بِالتَّحْدِثِ وَ مِائَةً بِالتَّحْفِثِ كَانَ كَمَنْ حَمِدَ مِائَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ مَنْ حَكَلَ اللَّهُ مِائَةً بِالتَّحْدِثِ وَ مِائَةً بِالتَّحْفِثِ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةً رَقَبَةٍ وَ مَنْ ذَلَّ بِإِسْنَيْنِ وَ مَنْ كَبَّرَ اللَّهُ مِائَةً بِالتَّحْدِثِ وَ مِائَةً بِالتَّحْفِثِ كَمَنْ يَأْتِ فِي ذَلِكَ النُّسُورَ أَحَدًا بِالْكَوْثِ وَمَا أَقْبَىٰ بِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ يَسْئَلُ ذَلِكَ أَوْشَرًا كُلَّ مَا قَالَ (مسند الإمام الترمذی)

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن شعبہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص صبح اللہ کے ستو مرتبہ صبح کے وقت اور ستو مرتبہ شام کے وقت اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے۔ جس نے ستو سچ کئے ہوں۔ اور جو شخص الحمد للہ کے ستو مرتبہ صبح کو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جس نے سو آدمیوں کو خدا کی راہ میں گود لیا۔ اور پھر سوار کیا ہو۔ اور جو شخص لا الہ الا اللہ ستو

مرتبہ صبح کو اور ستو مرتبہ شام کو کئے اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جس نے ستو غلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کئے ہوں۔ اور جو شخص اللہ کے ستو مرتبہ صبح کو اور ستو مرتبہ شام کو تو قیامت کے دن اس سے زیادہ ثواب کوئی شخص نہیں لائے گا۔ مگر وہ شخص جس نے کہا ہو ان کلمات کو اتنی ہی مرتبہ یا اس سے زیادہ (ترمذی)

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غُلِيصًا قَطُّ إِلَّا فَحَّشَتْ لَهُ الْكُتُوبُ السَّمَاءُ حَتَّى يُفْخِجَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكِبَارِ رِزْقًا الْتَزِيذِ (ترمذی)۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کا کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

نہ کیوں رہ رہ کے جبریل امینؑ نے زباں میری کہ محبوب خدا کا نام اس پر بار بار آیا وہ اُمّی جس نے امت کو حیاتِ سرمدی بخشی وہ پیغمبر جو ہر شافعِ روز شمار آیا نظر علی بن مرحوم

وہ گناہ جن کو لوگ گناہ نہیں سمجھتے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ - صدر دارالعلوم لاہور

چغل خوری و ثمانی

کسی کا عیب یا ایسا قول و فعل جس کو وہ چھپانا چاہتا ہے دوسروں پر ظاہر کرنا چغلی ہے۔ چغلی کبیرہ گناہ ہے۔ پھر اگر وہ عیب واقعی اور بات صحیح ہے، تو صرف چغلی کا گناہ ہوگا اور اگر واقعہ کے خلاف ہے یا اپنی طرف سے اس میں کچھ کمی زیادتی کی یا بڑے عنان، بڑی طرز سے نقل کیا تو افتراء و بہتان بھی ہے جو مستقل کبیرہ گناہ ہے۔ اور جس کی طرف سے چغلی کی گئی اگر اس کے کسی عیب کا انکار ہے تو غیبت بھی ہے جو تیسرا گناہ کبیرہ ہے ایک ہی بات میں تین کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب آئے اور کسی شخص کی طرف سے کوئی بات نقل کی آپ نے فرمایا کہ دیکھو یا تو ہم تمہاری بات کی تحقیق کریں، اور تم بھولے ثابت ہو تو اس آیت میں داخل ہو اپنا جائز فاسق، بئباہ، فتنہ بکھڑا اور اگر تم چپے ہو تو اس آیت میں داخل ہو۔

ہذا از مشاہیر (یعنی غیبت کرنے والا اور چغلی کھانے والا) اور اگر چاہو تو ہم معاف کریں اور بات کو یہیں ختم کر دیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین میں معافی چاہتا ہوں۔ آئندہ کبھی ایسا کام نہ کروں گا۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں چغلی کھانے کی حرمت و مذمت

مذکور ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نہیں بتلاتا ہوں۔ تم میں بدترین انسان کون لوگ ہیں فرمایا کہ وہ لوگ چغلی لے کر ادھر سے ادھر جاتے ہیں جو دوسلوں میں باہم فساد ڈالتے ہیں اور جو بے قصور لوگوں کے عیب ڈھونڈتے ہیں۔ (اسحد)

حدیث میں ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم) حدیث میں ہے کہ جھوٹ منہ کالا کرنے والا ہے اور چغلی عذاب قبر ہے۔ (بیہقی)

احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص تمہارے پاس چغلی کی بات لائے تو تم پر لازم ہے کہ چھ باتوں کا التزام کرو۔ اول یہ کہ اس کی تصدیق نہ کرو یعنی

ماں میں ہاں نہ ملاؤ کیونکہ وہ ثمان ہے۔ اس کی شہادت مقبول نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کو اس فعل سے روکو اور نصیحت کرو۔ تیسرے یہ کہ اس کے اس فعل کو بڑا اور مبغوض سمجھو۔ چوتھے یہ کہ اس کی وجہ سے اپنے بھائی غائب سے بدگمان نہ ہو۔

پانچویں یہ کہ اس کے کہنے کی وجہ سے تجھ سے اور تلاش میں نہ پڑو کہ یہ خود گناہ ہے۔ چھٹے یہ کہ اس چغلی خوری کا قول کسی سے نقل نہ کرو۔ ورنہ تم خود چغلی کھانے میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

تنبیہ :- آپ غور کریں کہ

کتنے مسلمان ہیں جو اس کبیرہ گناہ اور آفت عظیمہ سے بچنے یا بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری محفلوں اور مجلسوں کا مشغلہ ہی چغلی، عیب گیری، عیب جوئی، غیبت بہتان رہ گیا ہے۔ اور یہ وہ گناہ کبیرہ ہیں جو ہم کو بلا وہ بر باد کر رہے ہیں۔ نہ ان میں کوئی فائدہ ہے نہ لذت ہے نہ کوئی ہماری حاجت ان پر موقوف ہے۔ صرف شیطان کی تبلیغ اور غفلت و بے پروائی ہے کہ بے وجہ ہم اپنے آپ کو دین و دنیا کی بربادی کی طرف لے جا رہی ہے۔

بڑے القاب کسی کا ذکر کرنا

بڑے اور ناگوار القاب جو لوگوں میں مشہور ہو جاتے ہیں ان کا چرچا کرنا اور کسی کو ان القاب سے پکارنا یا اس کے پیچھے ان القاب سے ذکر کرنا سخت کبیرہ گناہ ہے۔ جسے سبھا، بہرا، گنجا، کانا وغیرہ۔ البتہ اگر کسی کا لقب اس درجہ میں پہنچ گیا ہے کہ بغیر اس کے وہ پہچانا ہی نہیں جاتا تو بھرا اس کا ذکر کر دینا ضرورت کے وقت جائز ہے۔ عام طور پر اس لفظ کا ذکر و خطاب کرنا گناہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَلَا تَبْذُرُوا آيَاتِ الْقُرْآنِ

ترجمہ :- بڑے القاب ایک دوسرے پر نہ لگاؤ۔ امام نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا ہے کہ علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ کسی شخص کو ایسے لقب سے یاد کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو حرام ہے خواہ اس میں اس کی ذات کو کوئی حال و وصف مذکور ہو یا اس کے ماں باپ وغیرہ کا۔

(رواجز ص ۲۲) یہ کبیرہ گناہ بھی انہی بے لذت گناہوں میں سے ہے جن میں نہ کوئی فائدہ ہے نہ کوئی دنیا کی حاجت اس پر موقوف ہے۔ مگر ہم غفلت و بے پروائی سے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ نعوذ باللہ

علماء اور اولیاء اللہ کی بے ادبی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کی بے ادبی و بے توقیری صرف مسافق ہی کر سکتا ہے۔ ایک بوڑھا مسلمان دوسرے عالم، تیسرے عادل بادشاہ۔ (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) نہیں ہو ہمارے بوڑھوں کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عاملوں کی قدر نہ کرے۔ (احمد)

بخاریؒ نے حضرت انسؓ و ابی ہریرہؓ سے ایک حدیث قدسی میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے ولی کی توہین کرتا ہے اس نے گویا مجھے اعلان جنگ دے دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کو اعلان جنگ دے دیتا ہوں۔ (زواجر)

علماء و اولیاء کی بے ادبی کو بہت سے حضرات نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (کنزانی الاوجہ) اور زکشی شارح بخاری نے حدیث مذکور کی تخریج میں فرمایا ہے کہ:-

”اس حدیث میں غور کرو کہ علماء اور اولیاء کی بے ادبی کی سزا سودخوار کی سزا کے برابر کر دی گئی ہے کیونکہ سودخوار کے متعلق قرآن میں ارشاد ہے کہ فَاذْكُوا بَحْثِ بَصْنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ یعنی سود کھانے والے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے لئے تیار ہو جائیں“

غیبت و تحقیر کسی چیز کی بھی جائز نہیں۔ مگر جو شخص علماء کے ساتھ ایسا معاملہ کرے وہ سخت غضب الہی کا مورد بنتا ہے۔ علماء نے کھما ہے کہ ایسے شخص کا خاندان خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ تنبیہ:- غور کرو کہ آج کل

کتنے مسلمان ہیں جو اس بے لذت و بے فائدہ گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر اپنا دین و دنیا تباہ و برباد کر رہے ہیں اور بے فکری کے ساتھ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب و عقوبت کا مورد بنا رہے ہیں اور اس معاملہ میں ایسی عام غفلت و بی پروائی ہے کہ ساری برائیاں بلا تحقیق کے علماء کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ”طویلہ کی سزا سزا کے سر“ کسی کی خطا کسی کا گناہ، طے مولوی پر۔ اور کسی پر اعتراض ہو یا نہ ہو علماء پر ضرور ہو۔ پھر اس وقت امت پر ایک بھاری غلاب پارٹی بندی کا مسلط ہو گیا ہے۔ سر پارٹی کے لوگ تعظیم و تکریم کی ساری آیتیں، حدیثیں صرف اپنی پارٹی کے علماء کے لئے خاص سمجھتے ہیں۔ دوسرے علماء پر جتنی چاہیں زبان دوازی کریں کوئی پروا نہیں ہوتی۔ اس میں شبہ نہیں کہ آج کل دینی اور کا انتظام صحیح نہ ہونے کے سبب اور کچھ عوام کی دین سے لاپرواہی و منہل انکاری کے سبب بہت سے لوگ جو درحقیقت علماء نہیں، علماء میں شمار ہونے لگے۔ عوام کا تو یہ حال ہو گیا کہ جس کے چہرے پر داڑھی اور نیچا کر دیکھا آئے مولانا کا لقب دے دیا۔ اور جو کسی تحریک میں جیل چلا گیا یا کسی جلسہ میں کھڑا ہو کر بولنے لگا، وہ تو بھاری علامہ اور رجسٹروں کا نام ہو گئے۔

پھر ایسے لوگوں سے جو حرکات ناشائستہ صادر ہوئے، تو گئے علماء پر غصہ اُٹا رہے۔ خود رہی تو بلا کسی تحقیق و تجربہ کے کسی راستہ چلتے کہ اپنا امام و مقتدا بنا لیا اور انہیں مولانا کہنے لگے پھر خود ہی ان کے افعال کو تمام علماء کے افعال قرار دے کر علماء پر سب و تسم و لعن و طعن کر کے اپنا دین و دنیا تباہ کیا۔ عوام کی اس بے احتیاطی نے

بہت سی بربادیاں پیدا کیں۔ اول تو جن لوگوں کو بلا کسی سند و تحقیق کے اپنا مقتدا بنایا۔ اگر وہ فی الواقع عالم نہیں تو ہر قدم پر خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالیں گے۔ پھر جب لوگ ان کی گمراہی و بد اعمالیوں پر تنبیہ ہو کر بدگمان ہوں گے۔ تو یہ بدگمانی ان کے ساتھ مخصوص نہ رہے گی، وہ سب علماء سے بدگمان ہو جائیں گے۔ جس کا نتیجہ دین کی تباہی اور دنیا کی بربادی ہے۔

اس لئے ضروری ہے۔ کہ اول تو کسی کو مولانا، مولوی، عالم کہنے اور سمجھنے میں جلدی نہ کریں اور جب تحقیق کر کے کسی شخص سے متعلق اہل علم و دیانت سے اس کے عالم ہونے کی تصدیق ہو جائے تو پھر اس پر اعتراض کرنے اور اس کو برا کہنے میں جلدی نہ کریں بلکہ اس کی کھلی بُرائی بھی دیکھیں تو اس بڑے فعل کو تو ضرور بُرا سمجھیں، مگر اس شخص کو برا نہ کہیں کہ شاید وہ کسی وجہ سے معذور ہو۔ عوام کے

دین کی حفاظت اسی میں ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَبَيْنَهُ الشُّوْفُوقُ، آیات واحادیث اور اللہ کے

نام کی بے ادبی

اس کا گناہ ہونا تو ظاہر اور معلوم و مشہور ہے۔ لیکن آج کل کثرت و طباعت کی شرت اور بالخصوص اخبارات و رسائل کی بھرمار کے سبب یہ گناہ الباع عام ہو گیا ہے کہ کوئی گھر، کوئی گلی کوچہ، کوئی مسلمان اس سے خالی نہ رہا۔ جگہ جگہ کاغذ بکھرے نظر آتے ہیں۔ جن میں اللہ کا نام یا آیات و احادیث یا مسائل فقہیہ ہوتے ہیں۔ جن کی تعظیم واجب اور بے ادبی گناہ ہے۔ خصوصاً قرآن مجید اور سیاروں کے بوسیدہ اردن عوامی طاقوں و ذریعہ ہونے کے لئے دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم

دیکھو اس کی خلافت درزی عادت بن گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعين۔

پیشاب کی چھینٹوں اور قطرات

نہ بچنا

حادثہ: اکثر غلاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے پیشاب کی چھینٹوں سے بہت احتیاط کرو۔ (زواج ص ۱۰۲)

شریعت میں اس لئے پیشاب پاخانہ کے بعد اوّل ڈھیلے سے استنجا مسنون کیا گیا، پھر پانی سے دھونا مقرر کیا گیا۔ تاکہ پیشاب کے قطرات جو بعد میں عموماً نہرتے ہیں اُن کے منقطع ہو جانے کا اطمینان ہو جائے۔ اور پیشاب پاخانہ کے بقیہ اجزاء سے بدن کی پوری صفائی حاصل ہو جائے۔ اور اسی سے بچنے کے لئے مسنون کیا گیا کہ:-

۱۔ پیشاب کے لئے بیٹھے تو اونچی جگہ پر بیٹھے۔

۲۔ ایسی زمین پر کرے۔ جہاں سے چھینٹا اُڑ کر بدن اور کپڑوں کو آلودہ نہ کرے۔

۳۔ جس طرف سے ہوا آ رہی ہو اُس طرف رخ کر کے پیشاب نہ کرے کہ ہوا سے چھینٹا لوٹ کر اس طرف آئے گا۔

لیکن افسوس کہ یورپین تمدن و معاشرت کے دلدادہ ان سب چیزوں سے بالکل غافل اور بے پروا ہیں اس گناہ شدید میں مبتلا ہیں پیشاب پاخانہ کے لئے جو بہترین صورت ہمارے بلاد میں رائج ہے اسے چھوڑ کر پاٹ میں استنجا و پیشاب کی رسم پڑ گئی۔ جس سے کپڑوں اور بدن کا محفوظ رہنا سخت مشکل ہے۔ پھر ڈھیلے سے استنجا و تہذیب کے خلافت سمجھ لیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ محض اس فیشن کی بدولت اس شدید گناہ اور

غلاب قبر خردا جاتا ہے۔ نوحی اللہ

پاؤں پھیلانا بھی گناہ ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ: سادہ کاغذ بھی قابل ادب ہے۔ اس کو استنجا وغیرہ میں استعمال کرنا۔ جیسے انگریزی رواج ہے یہ بھی جائز نہیں۔

تنبیہ: ہزاروں مسلمان آج ان بے لذت و بے فائدہ گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اور یہ ایسے گناہ ہیں کہ جن سے آخرت کی سزا کا تو خطرہ ہے ہی، ان کا وبال دنیا میں بھی عموماً آفات اور بلاؤں، قحط و زلزلہ کی صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ جن میں آج کل ساری دنیا مبتلا ہے۔ مگر افسوس کہ اُن کے ازالہ کے اصلی اسباب کی طرف کسی کو توجہ نہیں۔ واللہ المستعان و علیہ التکلیل۔

لوگوں کے راستے یا بیٹھے لیٹنے کی جگہ میں نجاست غلاطت ڈالنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کے راستے میں پاخانہ کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ (الطبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کو ان کے راستے میں ایذا پہنچایا۔ اس پر مسلمانوں کی لعنت ثابت ہو گئی۔ (الطبرانی بسند حسن)

تین لعنت کی چیزوں سے بچو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ تین لعنت کی چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا پانی کے گھاٹ یا سایہ یا راستہ کی جگہ میں (جہاں لوگ لیٹتے بیٹھے ہوں) (پیشاب) پاخانہ کرنا۔ (مسند احمد)

تنبیہ: حدیث دوم میں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ گناہ صرف پیشاب پاخانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس سے لوگوں کو ایذا پہنچے۔ اس میں داخل ہے مثلاً خٹک، سینک اور کھن و نفرت کی چیزیں وغیرہ۔ افسوس ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ جہاں

اس کے حق میں فارغ ہو گئے حالانکہ وہ ان طاقوں سے بڑھ کر ہوا اُڑ کر گلی کوچوں میں پھینکتے ہیں۔ اور اس ساری بے ادبی کا گناہ رکھنے والے کو ہوتا ہے۔ ایسے قرآن مجید یا کتب دینیہ جو بوسیدہ و دریدہ ہو کر قابل انتفاع نہ رہیں۔ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ کسی پانک کپڑے میں پیسٹ کر کسی محفوظ زمین میں دفن کر دیا جائے یا کہیں تعمیر ہوئی ہو تو بنیادوں میں طاق بنا کر رکھ دیا جائے۔

اور جس طرح ایسے اوراق کو بے ادبی کی جگہ ڈالنا گناہ ہے اسی طرح ایسے اخبار و رسائل جن کے متعلق عادت غالبہ سے یہ معلوم ہے کہ وہ ردی میں ڈالے جائیں گے۔ آیات قرآنی یا حدیث وغیرہ اُن میں لکھنا بھی جائز نہیں۔ اگر ان اخبارات کی بے ادبی ہوتی تو اس کا گناہ جیسے بے ادبی کرنے والوں کو ہوگا ایسے ہی اُس کے لکھنے اور چھاپنے والوں کو بھی ہوگا۔

بلکہ ایسے اخبارات میں اگر کوئی مضمون اس قسم کا لکھنا ہے تو اصل کے بجائے ترجمہ لکھنے پر اکتفا کریں، اگرچہ ترجمہ بھی قابل تعظیم و ادب ہے۔ اور اس کی بے ادبی بھی جرمی ہے مگر پھر بھی کچھ فرق ہے۔

اسی طرح عام خطوط میں بھی آیات و احادیث نہیں لکھنا چاہئے کہ وہ بھی عموماً ردی میں ڈال دئے جاتے ہیں۔ اور شاید اُس لئے الکابر سے یہ طریقہ منقول ہے کہ خطوط میں بجائے بسم اللہ کے اس کا عدد (۸۶۷) لکھتے ہیں۔ اور بجائے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنے کے "بفضلہ تعالیٰ" لکھتے ہیں۔

مسئلہ: جس کاغذ پر قرآن کی کوئی آیت یا حدیث یا مسائل شریعہ لکھے ہوئے ہوں اس میں کسی چیز کو پیٹنا، پینک کرنا بھی برا ہے۔ (عالمگیری۔ در فتاویٰ)

مسئلہ: آیسے کاغذ کی طرف

بے ضرورت ستر کھولنا

حدیث میں ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک مرد کا ستر ہے۔

(حاکم)

حدیث میں ہے کہ اپنے ستر کو چھپاؤ مگر اپنی زنجیر یا کینے سے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص خالی مکان میں تنہا ہو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے حیا کی جائے۔ (ابوداؤد)

پاجامہ، تہبند وغیرہ ٹخنوں سے نیچا پہننا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حصّہ تہبند (پاجامہ) کا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میرا تہبند کچھ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر تم عبداللہ ہو تو اپنا تہبند اونچا کرو۔ میں نے اونچا کر لیا یہاں تک کہ نصف پٹائی تک آ گیا۔ پھر ہمیشہ میں نے اپنا یہی دستور العمل رکھا۔ (احمد)

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہ فرمائیں گے۔ جو اپنے کپڑے کو خرق و تلبک کے ساتھ بیچنے اور دراز کرے۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائیں گے اور ان کی طرف نظر نہ کرے گی۔ اور نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ لہذا حدیث کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کلمات تین مرتبہ دہرائے تو حضرت ابوذر غفاری بول اٹھے کہ یہ لوگ تو

بڑے خائب و خاسر رہا۔ و برباد ہو گئے) آخر وہ کون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ٹخنوں سے نیچے پاجامہ تہبند وغیرہ لٹکائے اور جو شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان فروخت کر دے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند اور پاجامہ کے بازو میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہی علم کزّہ اور عبا وغیرہ کا بھی ہے۔ (کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ان کا بھی گناہ ہے۔ (ابوداؤد)

مسئلہ:- جو شخص خرق و تلبک سے اپنے تہبند یا پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچا رکھتا ہے وہ بافتق سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اور جو بلا خیال خرق و تلبک کے ویسے ہی عادت پڑ گئی ہے جب بھی گناہ سے خالی نہیں رہتا عالمگیری (اشاہ وغیرہ) ہاں کسی شخص کا تہبند یا پاجامہ بے اختیار کسی وقت لٹک جائے وہ اس میں داخل نہیں جیسے حضرت صدیق اکبرؓ کو پیش آیا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے ان کو معذور قرار دیا۔

تنبیہ:- کتنی ذرا سی بات ہے۔ جس کے لئے سید الاولیاء والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو سخت تاکید فرماتے ہیں مگر امت ہے کہ اپنی اتنی سی بے فائدہ اور لغو خواہش کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے نہیں بھولتی۔ اور ایسا گناہ سر پر لینے کو تیار ہے جو خاص رحمت و مغفرت کے اوقات میں بھی معاف نہیں کیا جاتا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ شب برأت یعنی نصف شعبان کی رات میں اتنے گنہگاروں کی مغفرت ہوتی ہے جتنے قبیلہ بنی بکر کی بھیڑوں کے بال۔ قبیلہ بنی بکر کا نام خاص طور سے اس لئے ذکر کیا کہ اس قبیلہ کے ہر شخص کے پاس بھیڑوں، بکریوں کے بڑے

بڑے گئے تھے۔ آپ انداز لگائیں ایک بھیڑ کے بال کتنے اور پھر ایک گئے کتنے اور پھر سیکڑوں گھوڑوں کی بھیڑوں کے بال کتنے ہوں گے۔ لیکن اس حدیث میں ہے کہ ایسی رحمت و مغفرت عام کے وقت بھی چند بد نصیب مغفرت سے رہیں گے۔ ان میں ایک وہ بھی ہے جو خرق و تلبک سے اپنا پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچا رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلا عظیم اور وباء عام سے بچائے آمین!

صدقہ دے کر احسان جتلاتا

اللہ تعالیٰ سبحانہ نے فرمایا ہے لَا تُطْلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنَىٰ وَالَّذِي

ترجمہ:- یعنی اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور فقراء کو تکلیف پہنچا کر باطل نہ کرو۔

اور دوسری آیت میں ارشاد ہے۔ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا كَفَتْهُمُ اللَّهُ مَنًّا وَلَا ذِلًّا

ترجمہ:- یعنی اجر و ثواب ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کے راستہ میں خرچ کریں۔ پھر اس کے پیچھے احسان جتلاتا اور ایذا پہنچانا نہ ہو۔

دوسری آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احسان جتلانے کی ممانعت صرف صدقات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو کچھ بھی عبادت و طاعت اور نیکی کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ خواہ اپنے ہی نفس پر یا بیوی بچوں پر یا اعزاء و اقارب پر۔ ان سب کا یہی حکم ہے کہ احسان جتلانے سے اس خرچ کرنے کا ثواب باطل ہو جاتا ہے۔

اور کسی ایسے آدمی کے سامنے اپنے احسان یا صدقہ کا ذکر کرنا جس کے سامنے ذکر کرنے کو وہ شخص پسند نہیں کرتا، جس پر احسان کیا گیا ہے یہ بھی مَنًّا وَلَا ذِلًّا

محمد شفیع عمر الدین (سالمط)

بندے کی آزمائش

میں داخل ہے (زواج ص ۱۵۱ ج ۱)
اس لئے علماء نے فرمایا ہے
کہ ہدیہ یا صدقہ دے کر اس
کے ساتھ دعا کی درخواست کرنا
بلکہ دعا کی طبع رکھنا بھی مناسب
نہیں کیونکہ یہ بھی اپنے احسان
کا ایک معاوضہ لینا ہے۔ جس
سے قراب باطل ہو جانے کا
خطرہ ہے۔ (زواج)

کسی جاندار کو آگ میں جلاتا

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے چوتھوں کے ایک بل
کو دیکھا جس میں ہم نے آگ
لگا دی تھی۔ آپ نے دریافت
فرمایا اس کو کس نے جلاتا ہے؟
عق بن ابی ریحہ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے۔ آپ
نے فرمایا کہ آگ کے خالق (اللہ تعالیٰ)
کا حق ہے۔ اس کے سوا کسی
کو حق نہیں۔ (زواج)

اور صحیح بخاری کی حدیث میں
ہے کہ آگ کے ساتھ سزا دینے
کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو
حق نہیں۔

احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا
کہ جاندار خواہ انسان ہو یا چوہا
یا کوئی جانور حلال ہو جسے اکثر
پرندے، یا حرام ہو جیسے چوہا، بلی
کوتا وغیرہ۔ ان میں سے کسی کو
آگ میں جلاتا جائز نہیں۔ بہانہ
کہ ساپ، بچھو، قیتہ کا بھی یہی
حکم ہے۔ اور پھنسل کو گرم پانی
سے جلاتے کا بھی یہی حکم ہے۔
اور علماء نے جاندار جو کہ آگ
میں جلاتے کو کبیرہ گناہوں میں
شمار کیا ہے۔ (زواج)

ابت اگر کسی مودی جانور مثلاً
ساپ، بچھو، قیتہ وغیرہ کو ایذا
سے بچنے کا اور کوئی طریقہ ممکن
نہ ہو تو مجبوری جلاتے کا حکم
ہے۔ (زواج)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
إِنَّمَا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ
نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيهِ
أَمَّا صَبُورًا ۖ وَ كَافِرًا ۖ
الَّذِينَ آمَنُوا شَكَرُوا ۖ وَأَمَّا
الْكُفْرَاءُ ۖ إِنَّمَا اتَّخَذُوا لِنَفْسِهِمْ
أَعْيُنًا ۖ وَأَعْلَىٰ فِي سَعِيرًا ۖ
إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْكُرُونَ ۖ مِنْ
كَانَ مَزَاجُهُمُ الْكَافِرَ ۖ

(الدبریت ۵۲)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے
انسان کو ایک مرکب روند
سے پیدا کیا۔ ہم اس کی
آزمائش کرنا چاہتے تھے
جس میں ہم نے اسے سنیے
دیکھنے والا بنا دیا۔ بیشک
ہم نے اسے راستہ دکھا
دیا۔ یا تو وہ شکر گزار ہے
یا ناشکر۔ بے شک ہم نے
کافروں کے لئے زنجیروں
اور طوق اور دھاتی آگ
تیار کر رکھی ہے۔ بے شک
نیک ایسی شراب کے
پیرائے پیئیں گے۔ جس میں
پیشہ کاروں کی آمیزش ہوگی

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت
کاملہ سے انسان کو ایک مرکب روند
باپ اور ماں کی سے پیدا فرمایا۔
اے دیکھنے والا اور سمجھنے والا بتایا۔
عقل و ہوش عطا فرمائی۔ اس بات
کا مکلف بنایا کہ اطاعت کا راستہ
اختیار کرے یا معصیت کا۔ اے
خیر و شر، نیک و بدی کے راستے
صاف صاف بتلا دئے۔ اب میدان
عمل میں اس کے لئے امتحان ہے
کہ آیا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار
بندہ بنتا ہے یا نہیں۔ قال اللہ
وقال الرسول پر چل کر سعید
ہوتا ہے یا ناشکری کرتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے احکام کو طاعت کرنا
میں رکھ کر شفیق بن جاتا ہے۔
فِيهِمْ شَفِيعٌ ۖ وَ سَعِيدٌ

(ہود آیت ۱۰۵-۹۷)

ترجمہ۔ سو ان میں بعض
بل بخت ہیں۔ اور بعض
نیک بخت ہیں۔
بل بخت دوزخ میں جائیں گے
فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَيُنَادُّونَ
نَادُّونَ ۖ

(ہود آیت ۱۰۶)

ترجمہ۔ پھر جو بد ہوں گے
وہ آگ میں ہوں گے۔
اور نیک بختوں کا ٹھکانا
جنت ہے
وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا فَيُجْزَوْنَ
الْجَنَّةَ ۖ

(ہود آیت ۱۰۸)

ترجمہ۔ اور جو نیک
ہیں وہ جنت میں ہوں گے

اس لئے

شکر گزار بندہ اپنا ہی بھلا
کرتا ہے اور ناشکر اپنا ہی نقصان
کرتا ہے۔
وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ
لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ
عَزِيزٌ حَمِيدٌ

(نحل آیت ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو شخص شکر
کرتا ہے وہ اپنے ذاتی
نفع کے لئے کرتا ہے۔
اور جو ناشکری کرے تو
اللہ بے نیاز اور بخیر والا
ہے۔

لہذا

اس امتحان کو معمولی مت
سمجھنا۔ دنیا میں اگر کوئی ایک مرتبہ
فیصل ہو جائے تو دوبارہ بھی اسے
موفق مل جاتا ہے۔ مگر آخرت کے

اب تو سب کی ایک ہی آواز تھی۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَہ

(القصہ آیت ۳۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! میں نے تم پر شک ہے

ہی میری طرف سے جو واقعہ سے عبرت اور بصیرت حاصل کرنی چاہئے۔ مسکینوں اور محتاجوں کی حق تلفی نہ کرنی چاہئے

زمین کو بارونق بنانے کا مقصد

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلٰی الْاَرْضِ مَآبِیْنَةً لِّہَا لِنَبْلُوْکُمْ اَیُّہُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ رَاللہٰ لَکُمۡ آیٰتٌ

ترجمہ: جو کچھ زمین پر ہے اے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون اچھے کام کرتا ہے۔

دنیا کو بارونق اور بارزیت بنانے کا مقصد یہ ہے۔ کہ بندے کا امتحان لیا جائے۔ کہ کون ہے۔ جو دنیا میں پیس کر غافل نہیں ہوتا اور نیک اعمال بجا لاتا رہتا ہے۔ اور کون ہے۔ جو اس کی فطرتوں میں پیس کر احکام اللہ اور احکام الرسول سے غافل ہو جاتا ہے۔

آسمان و زمین پیدا کرنے کا مقصد

وہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْسُہٗ عَلٰی الْمَآءِ لِنَبْلُوْکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (ہود آیت ۶)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین سبچہ دن میں بنائے۔ اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم

سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

یعنی اس سارے نظام کی تخلیق و تربیت سے مقصود تمہارا یہاں بہانہ اور امتحان کرنا ہے۔ کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلہ مصروفیت میں غور کر کے خالق و مالک کی صحت معرفت حاصل کرتے اور مخلوقات ارشاد و نواہی سے متنبہ ہو کر حسن شناسی اور

سپاس گزاری کا فطری فرض بجا لاتے ہو۔ یہ مقام تمہاری سخت آزمائش کا ہے۔ مالک حقیقی دیکھتا ہے۔ کہ تم میں سے کون سا غلام صدق و اخلاص اور سلیقہ مندی سے اچھے کام کرتا۔ اور فرائض بندگی انجام دیتا ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہدین کا امتحان

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی تَکُوْنُوْا اَلْجُہْدِیْنَ مِّنْکُمْ وَالتَّٰصِیْبِیْنَ ۝ وَیَبْلُوْکُمْ اَخْبَارُکُمْ

(محمد آیت ۲۱)

ترجمہ: اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو معلوم کر لیں اور تمہارے حالات کو جانچ لیں۔

یعنی جہاد وغیرہ کے احکام سے آزمائش مقصود ہے۔ اسی سخت آزمائش میں کھلتا ہے۔ کہ کون اللہ کے راستے میں لڑنے والے اور شہید ترین امتحان میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ اور کون ایسے نہیں۔

یعنی ہر ایک کے ایمان اور اطاعت و انقیاد کا وزن معلوم کر لیا جائے اور سب کے اندرونی احوال کی خبریں علماً حقیق ہو جائیں۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

(محمد آیت ۴)

ترجمہ: پس جب تم ان کے مقابل ہو جو کافر ہیں۔ تو ان کی گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کرو۔ تو ان کی ٹھیکیں کس لو۔ پھر یا تو ان کے بعد احسان کرو۔ یا تاوان لے لو۔ یہاں

تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی حکم ہے اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لیتا۔ لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے۔ اور جو اللہ کے راہ میں مارے گئے ہیں۔ اللہ ان کے اعمال برباد نہیں کرے گا

یعنی حق و باطل کا مقابلہ تو رہتا ہے۔ جس وقت مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے۔ تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہئے۔ باطل کا زور جب ہی ٹوٹے گا کہ بڑے بڑے شہریر مارے جائیں اور ان کے حلقے ٹوٹ دیئے جائیں اس لئے ہنگامہ کار زار میں مستعدی، بزدلی اور توقف و تردد کو راہ نہ دو۔ اور دشمنان خدا کی گردنیں مارنے میں کچھ باک نہ کرو۔ کافی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور ان کا زور ٹوٹ جائے۔ اس وقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ مَا کَانَ لِکُمْۤ اَنْ تَکُوْنُوْا لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُحْیِیَ فِی الْاَرْضِ (انفال ۵۷)

یہ قید و بند بھی ہے۔ ان کے لئے تازیانہ عہد کا کام دے۔ اور مسلمانوں کے پاس یہ کہ ان کو اپنی اور تمہاری حالت کے جانچنے اور اسلامی تعلیمات میں غور کرنے کا موقع بہم پہنچائے۔ شدہ شدہ وہ لوگ حق و صداقت کا راستہ اختیار کر لیں۔ یا مصلحت سمجھ تو بدوں کبھی معاوضہ کے اُن پر احسان کر کے قید سے رہا کرو اس صورت میں بہت سے افراد ممکن ہے تمہارے احسان اور خوبی اخلاق سے متاثر ہو کر تمہاری طرف راغب ہو جائیں اور تمہارے دین سے محبت کرنے لگیں۔ اور یہ بھی کر سکتے ہو۔ کہ زبرد قید لے کر یا مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دو۔ اُس میں کئی طرح کے فائدے ہیں۔ ہر حال اگر ان اسپرل چلک کو اُن کے وطن کی طرف واپس کرو تو دو ہی صورتیں ہیں۔ معاوضہ میں چھوڑنا یا بلا معاوضہ رہا کرنا ان میں جو صورت امام کے نزدیک اصلح کی ہو اختیار کر سکتا ہے خفیہ کے ٹان بھی فتح القدر اور شامی

جناب محمد سرور صاحب قاسمی

حضرت جعفر طیار رضی

وغیرہ میں اس طرح کی روایات موجود ہیں۔ ہاں اگر قیدیوں کو ان کے وطن کی طرف واپس کرنا مصلحت نہ ہو تو پھر تین صورتیں ہیں۔

۱۔ ذبحی بنا کر بطور رحمت کے رکھنا۔ یا غلام بنالینا یا قتل کر دینا۔ حدیث میں قیدی کو قتل کرنے کا ثبوت صرف خاص خاص حالات میں ملتا ہے۔ جب کہ وہ کسی تکفیر جرم کا مرتکب ہوا ہو۔ جس کی سزا قتل سے کم نہیں ہو سکتی ہے۔ البتہ غلام یا رعیت بنا کر رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں

یعنی یہ حرب و حرب اور قید و بند کا سلسلہ برابری جاری رہے گا۔ تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار اتار کر رکھدے اور جنگ موقوف ہو جائے۔

یعنی خدا کو قدرت ہے۔ کہ ان کافروں کو کوئی آسانی عذاب پہنچ کر "عاد" و "ثمود" وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے لیکن جہاد و قتال شروع کر کے اُسے ہندوں کا امتحان کرنا تھا۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر جان و مال تیار کرنے کے لئے تیار ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان جہیدی کاروائیوں سے بیدار ہوتے اور اس محبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو اللہ نے دے رکھی ہے۔ کہ پہلی قبول کی طرح ایک دم پکڑ کر استیصال نہیں کرتا۔

حضرت مولانا غنائیؒ

غلام بنانے کے بارے میں حضرت مولانا عبدالحق قادری مرحوم نے کیا ہی موزوں بات فرمائی ہے۔

لوگ یورپ کے مشکور ہیں۔ کہ اس نے قانون غلامی کو ممنوع قرار دیا مگر بقول ہمارے دوست ضلیل خالد ترک کے پہلے افراد کو غلام بنایا جاتا تھا۔ مگر اب یورپ نے قوموں کو غلام بنانا شروع کیا ہے۔ اور جو لوگ وطن کی آزادی کی خاطر لڑیں۔ ان کو عمر بھر کے لئے جیل کی توہینیں میں جیوانوں کی طرح رکھا جاتا ہے۔ اس سے یہ بات بدرجہا بہتر ہے۔ کہ غلام بنا کر آزادی سے رکھیں اسے کارخانوں اور کمروں میں کام کرانیں۔ جو خود بخود انہیں کھانیں جو خود پیش آنہیں پہنائیں، اسلام نے غلاموں کو سوائی کچر دے کر اپنے کمروں میں آزادی سے رکھا ہے اور

آپ کا نام جعفر کنیت ابو عبد اللہ اور ابوالساکین اور لقب طیار تھا۔ والد کا نام عبد الستار کنیت ابوطالب، سلسلہ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد المطلب پر مل جاتا ہے۔ (اسد الغابہ)

ابھی اسلام اپنی ابتدائی منزل میں تھا اور ابھی نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم آرقم ابن ابی ارقم کے مکان میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے کہ آپ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ (طبقات)

اسلام چونکہ ایسے ماحول میں آیا تھا کہ جہاں بت گری اور بت پرستی اور قتل و غارت گری، چوری، ڈکیتی، سود خواری و زنا کاری اور لڑائیوں کو زندہ دوگرد کرنا اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر قبائل میں برہا برس بعض و حسد کی چنگاری کا پلٹا اور اپنے اپنے موقع پر اپنے حریف کو لڑکھٹوس لینا، عورتوں کا میراث سے محروم رکھنا اور بہت سے دوسرے انسانیت سوز طریقے رائج تھے۔

یہی ان کا مذہب اور یہی ان کا طریق زندگی تھا تو پھر ایسی صورت میں اسلام جیسے پاکیزہ اور صاف ستھرے مذہب کا عموماً چرنا ان کی طبیعتوں کے کب موافق ہو سکتا تھا۔ بالآخر اسلام اور اس کے ماننے والوں نے مخالفت شروع ہو گئی اور مسلمانوں کی ایذا رسانی کے درپے ہو گئے۔ جب کفار کی ستم ظریفیاں زیادہ ہوتی گئیں تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ اجازت دے دی کہ غم میں سے جو چاہے حبشہ چلا جائے۔ وہاں

کہ بادشاہ ظلم نہیں کرتا۔ آپ کے کہنے پر گیارہ مرد اور پانچ عورتوں نے ہجرت کی اور پچھ دنوں بعد ۳۳ مرد اور ۱۱ عورتوں کا دوسرا قافلہ بھی روانہ ہوا۔ اس میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ دونوں ہجرتیں اسلام میں پہلی ہجرتیں تھیں۔ جس اللہ کے لئے یہ ہجرتیں مکہ معظمہ میں مصائب بھیل رہے تھے اس اللہ کا نام آزادی اور چین سے لینے کے لئے انہوں نے سکوت حبشہ اختیار کیا تھی۔ لیکن کفار قریش کو ان چند نفوس کا حبشہ میں آزادی سے خدا کا نام لینا بھی گوارا نہ ہوا۔ انہوں نے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ کی سرکردگی میں ایک وفد نجاشی (یہ حبشہ کا بادشاہ تھا) کے دربار میں بھیجا کہ کسی بہانہ سے ان پناہ گزین مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا جائے۔ اور کہ واپس کرا کر ان پر مشق ستم کی جائے۔

یہ وفد حبش پہنچا۔ دربار کے پادروں سے ملا۔ مخالفت پیش کئے اور کہا کہ ہمارے شہر کے چند نادانوں نے ایک نیا مذہب نکالا ہے۔ جب کہ انہیں شہر بدر کر دیا تو وہاں اگر پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ان جرموں کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔

یہ نجاشی نے مسلمانوں کو بلوا بھیجا اور حقیقت حال دریافت کی۔ نمائندگی کرتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب نے جواب دیا۔ "اے بادشاہ! ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے

ہر طرح کی نفسانی خواہشات میں مبتلا تھے۔ کمزوروں پر ظلم کرتے تھے۔ ان کے مال میں ناہنجار تصرف کرتے تھے۔

ہماری ہدایت کے لئے خداوند قدوس نے ایک نبی بھیجا جس کے خاندان اور نسب و حسب، امانت و صداقت، زہد و تقویٰ، عفت و صلہ رحمی سے ہم سب واقف ہیں اس نے ہم کو خدا کی توحید کی طرف دعوت دی اور خدا کے واحد کی عبادت کا حکم دیا ہے بتوں کی پرستش اور ہر قسم کی باتوں سے روکا ہے۔ امانت و دیانت اور راستبازی کا ہمیں سبق دیا۔ نماز و روزہ اور زکوٰۃ کی تلقین کی۔ اسے بادشاہ! ہم نے اس کی باتوں کو سنا اور قبول کیا۔ اور اس کے بتائے ہوئے راستہ کو اختیار کیا۔ اس لئے ہماری قوم ہماری ذمہ داری ہو گئی۔ اور ہم کو ہر قسم کی تکلیفیں دینے لگی۔ جب کہ میں ہمارا رہنا دشوار ہو گیا تو ہم لوگوں نے آپ کے حکم میں ہم کو پناہ لی۔

نبی نے کہا جو کلام خدا کی طرف سے تمہارے نبی پر اترتا ہے اس کا کچھ حصہ ہمیں سناؤ چنانچہ امیر ہاجر بن حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کچھ اس کی ابتدائی آیات پڑھیں۔ نبی اور اس کے ساتھی بہت روئے بہانہ کر ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ نبی اور اس کے مصاحبین کی یہ حالت دیکھ کر قریش کے آدمی باہر آئے اور بچھ گئے کہ نبی مسلمانوں سے اپنی پناہ واپس

نہیں لے سکتا۔ لیکن عمرو بن العاص نے کہا کہ کل میں ان کے رنگ بدلوں گا۔

چنانچہ دوسرے دن پھر یہ لوگ نبی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ لوگ حضرت علی (علیہ السلام) کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک بندے تھے۔

نبی نے پھر صحابہ کو بلوایا۔ پوچھا کہ حضرت علی (علیہ السلام) کے حق میں تم کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر فرمایا کہ ہم وہی کہتے ہیں۔ جو ہمارے نبی پر ان کی شان میں نازل ہوا۔ یعنی ہو عبد اللہ و رسولہ و روحہ و کلمۃ القاہا اے محمدیہ العذراء البتول کہ وہ خدا کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کے کلمہ ہیں۔ جس کو خداوند کریم نے کھاری اور پاک مریم کی طرف ٹال دیا۔ نبی نے کہا کہ خدا کی قسم علی بن مریم اس کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ نبی کی اس بات پر سردارانِ جیش کچھ کبیدہ خاطر ہوئے تو نبی نے ان کو ڈانٹ دیا اور نبی نے کفار قریش کے تحفے بھی واپس کر دیے۔ چنانچہ کفار مکہ غائب و خاسر واپس لوٹ گئے۔

(صحیح البیہقی تاریخ اسلام)

میں غائب ہو گیا۔ شیخ سعدیؒ نے ایک ولی اللہ کو دیکھا کہ وہ شیر پر سوار ہے اور ایک سانپ بطور چاکہ ان کے ماتھے میں ہے آپ نے تعجب کیا اور اس کی وجہ دریافت کی تو ولی اللہ نے جواب دیا کہ قرآنِ حکیم اور گردن پتیل کر گردن پیچیدہ رکھ کر پتیل سے بچ رہا ہے جو خدا کے ہو جاتے ہیں خدا اُن کا ہو جاتا ہے۔

بقیہ روحانی پرواز (پہلے حصہ)

۱۹ سے آگے

کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ سترۃ الارض ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے۔ چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارہ اصحاب اور ائمہ تابعین کو ساتھ لے کر وسط جنگل میں ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر نہایت خشوع و خضوع اور رقتِ قلب سے دیر تک دعا مانگتے رہے۔ اور پکار کر کہا۔ اے شیرو! بھڑک! دندو! ساپو! اور بچو! ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور اس کے غلام ہیں۔ اور یہاں ایک شہر بسانا چاہتے ہیں۔ ہم تم کو خدا کے نام پر حکم دیتے ہیں کہ تین دن کے اندر اندر یہاں سے خود بخود نکل جاؤ۔ ورنہ تمہیں نیست و نابود کر دیا جائیگا رکھا ہے کہ اس اعلان سے کچھ دیر بعد سب حشۃ الارض خود بخود جگمگال مانی گئے۔ اور اور گردن پتیل کے شمار لوگ محض یہ کرشمہ دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت سفینہ نامی ایک صحابی جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ وہ راستہ بھول گئے آپ اسی طرح بھولے بیٹھے پھر رہے تھے کہ آپ نے ایک شیر دیکھا جس کا منہ آپ کی طرف تھا آپ بہت خوف زدہ ہوئے مگر جلد ہی شیر کو یوں مخاطب فرمایا کہ اے جنگل کے بچے معلوم ہے کہ میں دین و دنیا کے بادشاہ کا ایسی ہوں اور اپنا راستہ بھول گیا ہوں تو مجھے صحیح راستے پر لگا دے۔ جب شیر نے یہ الفاظ سنے تو دم ہلا کر حضرت سفینہ کے آگے چلنے لگا۔ اور آپ کو صحیح راستے پر چھوڑ کر جنگل

نوٹ کر لیں

بہترین جائے نماز مسجد کی صفیں اور ہر قسم کی برتنی دیباچوں کے لئے چوڑا ٹاٹ خریدنے کے بہت دیر نیکی لکھ کر یاد رکھیں۔

میں جوٹ فری فیکری لکھ کر شمع کو دلاؤ اور نذرانہ لکھنا

بچوں کا صفحہ

مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ
(جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اُس کا ہو جاتا ہے)

روحانی پرواز

جناب حافظ محمد امین صاحب بیڈماٹر بورشل جیل، لاہور

پیر دے :
اسی طرح حضرت عثمانؓ کے
عہد خلافت میں عتبہ بن نافعہ
شمالی افریقہ کے گورنر تھے۔ آپ
نے تونس کے خلاف جنگی ضرورت
کے پیش نظر ایک چھاؤنی بنانی
چاہی مگر اس جنگی علاقہ میں
بے شمار درندے، خونخوار بھیڑیے

زہریلے سانپ اور سیاہ بگھو
سکونت پذیر تھے مزید برآں چاروں
طرف گھنے جنگلات میں مگر آپ
نے حضرت طارق کی طرح فرمایا
کہ یہ لشکر خدائی لشکر ہے ناکامی
(باقی صفحہ پر)

اس درہ سے حملہ کرنے والا تھا
اگر حضرت عمرؓ آواز نہ دیتے
تو ہمیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا
مگر آپ کی آواز سے ہم چوکنے
ہو گئے اور دشمنوں کے منہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے
کہ حضرت عمرؓ جمعہ میں خطبہ
دے رہے تھے۔ دوران خطبہ
آپ نے فرمایا ”یا ساریۃ للجبیل“
(اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو)
غرضیکہ آپ نے دوران خطبہ میں
بار یہی الفاظ فرمائے جس سے
سب کو تعجب ہوا جب آپ
خطبہ سے فارغ ہوئے تو سب
نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ
نے دوران خطبہ ”یا ساریۃ للجبیل“
کیوں کہا تھا جب کہ ساریہ
سینکڑوں میل دور جنگ لڑ رہے
ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے
فرمایا کہ جہاں اسلامی فوجیں لڑ
رہی ہیں وہاں پر غنیمت نے ایک
درہ سے حملہ کرنے کی کوشش
کی۔ اس لئے میں نے ساریہ
کو آواز دی تاکہ وہ سنبھل جائیں
اس جنگ میں مسلمانوں کو
فتح نصیب ہوئی۔ اور جب ساریہ
واپس تشریف لائے تو تمام لوگوں
نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے
حضرت عمرؓ کی وہ آواز سنی تھی۔
تو آپ نے فرمایا کہ دشمن واقعی

سورۃ اخلاص کا منظوم ترجمہ

حافظ محمد امین صاحب بورشل جیل، لاہور

اے مرے پیارے نبی! کہہ دے وہ کتنا ہے خدا
ہے وہی معبود برحق لا اِلهَ اِلاَّ ہُوَ
ہے نہیں اس کی صفات و ذات میں کوئی شریک
وہ ٹالا ہے نہیں اس جیسا کوئی دوسرا
بے گمان، ہر حال میں ذاتِ خدا ہے بے نیاز
ہیں اُسی کے در کے سائل نہ سببِ اولیاء
وہ کسی کا بھی نہیں محتاج اپنے کام میں
ہے جہاں محتاج اُس کا اور وہ حاجت روا
مطلقاً اُس کا کوئی بیسٹا نہیں بیٹا نہیں
پاک ہے اولاد سے ماں باپ سے وہ کبریا
ہو نہیں سکتا کہ ہو اس کا کوئی ہمسر ظہور!
ہے بری اور پاک تجھنس و برابر سے خدا

منظر شدہ نمبر ۱۱ (۱) لاہور پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۵۴ء (۱) پبلشر: مبینہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۵۴ء (۲) پبلشر: مبینہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۵۴ء (۳) پبلشر: مبینہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۵۴ء

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک ۱۹۵۴ عیسوی ۱۳۸۱ ہجری

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	افطاری
جمعہ	۹ مارچ	یکم شوال	۵۹	۴	۶	۷	۶
ہفتہ	۱۰	۲	۵۹	۴	۶	۷	۶
اتوار	۱۱	۳	۵۸	۴	۸	۹	۶
پیر	۱۲	۴	۵۷	۴	۸	۹	۶
منگل	۱۳	۵	۵۶	۴	۱۰	۱۱	۶
بدھ	۱۴	۶	۵۴	۴	۱۱	۱۲	۶
جمعرات	۱۵	۷	۵۳	۴	۱۱	۱۲	۶

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	افطاری
بدھ	۷ فروری	یکم رمضان	۲۹	۵	۴۳	۵	۵
جمعرات	۸	۲	۲۹	۵	۴۳	۵	۵
جمعہ	۹	۳	۲۸	۵	۴۵	۵	۵
ہفتہ	۱۰	۴	۲۷	۵	۴۶	۵	۵
اتوار	۱۱	۵	۲۶	۵	۴۷	۵	۵
پیر	۱۲	۶	۲۶	۵	۴۷	۵	۵
منگل	۱۳	۷	۲۵	۵	۴۸	۵	۵
بدھ	۱۴	۸	۲۴	۵	۴۹	۵	۵
جمعرات	۱۵	۹	۲۳	۵	۵۰	۵	۵
جمعہ	۱۶	۱۰	۲۲	۵	۵۱	۵	۵
ہفتہ	۱۷	۱۱	۲۱	۵	۵۲	۵	۵
اتوار	۱۸	۱۲	۲۰	۵	۵۲	۵	۵
پیر	۱۹	۱۳	۱۹	۵	۵۳	۵	۵
منگل	۲۰	۱۴	۱۸	۵	۵۴	۵	۵
بدھ	۲۱	۱۵	۱۷	۵	۵۵	۵	۵
جمعرات	۲۲	۱۶	۱۶	۵	۵۶	۵	۵
جمعہ	۲۳	۱۷	۱۵	۵	۵۶	۵	۵
ہفتہ	۲۴	۱۸	۱۵	۵	۵۷	۵	۵
اتوار	۲۵	۱۹	۱۴	۵	۵۸	۵	۵
پیر	۲۶	۲۰	۱۳	۵	۵۹	۵	۵
منگل	۲۷	۲۱	۱۲	۵	۶۰	۵	۵
بدھ	۲۸	۲۲	۱۱	۵	۶۰	۵	۵
جمعرات	یکم مارچ	۲۳	۱۰	۵	۶۱	۵	۵
جمعہ	۲	۲۴	۹	۵	۶۲	۵	۵
ہفتہ	۳	۲۵	۸	۵	۶۲	۵	۵
اتوار	۴	۲۶	۷	۵	۶۳	۵	۵
پیر	۵	۲۷	۶	۵	۶۴	۵	۵
منگل	۶	۲۸	۵	۵	۶۵	۵	۵
بدھ	۷	۲۹	۴	۵	۶۵	۵	۵
جمعرات	۸	۳۰	۳	۵	۶۶	۵	۵

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کیلئے مندرجہ ذیل منٹ جمع (+) اور منہا (-) کر کے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

مقامات	افطاری	مقامات	افطاری	مقامات	افطاری
پشاور	۸+ منٹ	۱۳+ منٹ	خوشاب	۸+ منٹ	۸+ منٹ
بنوں	۱۳+	۱۷+	سرگودھا	۸+	۸+
پاراپنار	۱۳+	۲۳+	فیروزکھانا	۱۳+	۱۳+
میراں شاہ	۱۵+	۲۰+	فیروزخان	۱۵+	۱۳+
کوٹاٹ	۹+	۱۵+	لاہل پور	۵+	۵+
یکمیل پور	۵+	۱۰+	قنات	۱۲+	۱۰+
میانوالی	۱۰+	۱۲+	منٹگری	۵+	۵+
مری	۱+	۱۱+	بہاولپور	۱۱+	۹+
راولپنڈی	۲+	۸+	بہاولنگر	۵+	۳+
جہلم	۱+	۴+	ریم یارخان	۱۸+	۱۵+
سیالکوٹ	۲-	۱-	خان پور	۱۷+	۱۴+
جھنگ	۵+	۸+	یشو پورہ	۱+	۱+
گوجرانوالہ	۱+	۱+	مجمرات	۲+	۲+
منظر ٹھٹھہ	۱۰+	۱۰+	پستال	۱۱+	۱۱+
کراچی	۲۷+	۲۷+	جیٹ آباد	۲۳+	۲۳+
شکارپور	۱۵+	۱۵+	سکھر	۱۸+	۱۸+

تیار کردہ:-

استغلام غلام قادر، قلمبر، بیڈرو، امین، خالد، نزل، ایف۔ لائن، بھان، خاں، لاہور